© rasailojaraid.com

آپ بھی کچھ لکھیے!

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو ذہنی اور جسمانی صلاحیتیں عطا کی ہیں، وہ اس قدر ہمہ گیر، بے پایاں اور مختلف النوع ہیں کہ انھیں پوری طرح احاطۂ تحریر میں لانا ممکن نہیں ہے۔ دیکھنے، بولنے اور چلنے پھرنے کی صلاحیت، سننے، چکھنے اور سونگھنے کی صلاحیت' حسب منشا اُٹھنے بیٹھنے اور آزادانہ حرکت کرنے کی صلاحیت، اپنے ذہن سے سوچنے، طرح طرح کے منصوبے تیار کرنے اور انھیں رُوبہ عمل لانے کی صلاحیت ___ ان صلاحیتوں کا مثبت پہلو یہ ہے کہ انسان نے زمین کو گلِ گلزار بنادیا ہے۔ دورِ جدید کی راحتوں اور آسایشوں بھری زندگی، انسان کی انھی دماغی کاوشوں کی مرہونِ منت ہے، لیکن اسی انسانی دماغ کی منفی سوچ کا نتیجہ ہے کہ انسان نے تخریب و ہلاکت کے خوف ناک وسائل بھی مہیا کر لیے ہیں اور آج روے زمین کے بعض خطے جہنم زار بنے ہیں۔ اسے انسان کی بدبختی کے سوا اور کیا کہا جائے۔

تحریر، بالفاظ دیگر فکر و سوچ یا خیالات و احساسات کو بذریعہ قلم، صفحۂ قرطاس پر منتقل کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ، ایک بہت بڑی صلاحیت ہے اور نعمت بھی۔ بیش تر انسانی صلاحیتوں کی طرح یہ بھی ایک وہبی صلاحیت ہے، تاہم کوئی بھی شخص جو لکھنا پڑھنا جانتا ہو، مطالعے، مشق اور کاوش و کوشش کے ذریعے، اپنے اندر یہ صلاحیت پیدا کر سکتا ہے، اور اسے نشوونما دے کر، اس سے مفید کام لے سکتا ہے۔

جو لوگ کسی تحریک سے وابستہ ہو کر، ایک بڑے مقصد کے لیے کام کر رہے ہوں، ان کے لیے تو قلم و قرطاس کا فن جاننا ازبس ضروری ہے۔ دورِ حاضر میں کتابیں، رسائل اور اخبارات مختلف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نظریات وخیالات کی تبلیغ واشاعت میں اہم کردار ادا کررہے ہیں۔ اگر آپ اپنی بات کو تحریر کا رُوپ دینے پر قادر ہیں اور آپ کی بات میں وزن ہوگا، دلیل ہوگی تو بہتوں کو متاثر کرے گی، قائل کرے گی، اور اس سے کئی ایک آپ کے ہم آواز اور ہم سفر ہو جائیں گے۔ دورِ حاضر میں تو لکھنے لکھانے کا اقتصادی پہلو بھی اہمیت اختیار کرگیا ہے۔ اس وقت لکھنے والوں کی کثیر تعداد نے تحریر کو ذریعۂ معاش بھی بنا رکھا ہے۔ مغرب میں تو لکھنے والوں کو تحریر کا نہایت معقول معاوضہ ملتا ہے، مگر ہمارے ہاں کتابوں اور رسالوں کی اشاعت نسبتاً کم ہے، اس لیے معاوضہ ملتا ہی نہیں یا بہت کم ملتا ہے۔ اس کے باوجود لکھنے لکھانے سے ادیب کو کچھ نہ کچھ یافت ہوسکتی ہے، اور ہمارے معاشرے میں کئی لوگ اپنے قلم کی کمائی پر گزر بسر کر رہے ہیں۔

انسان کے اندر بہت سی صلاحیتیں موجود ہوتی ہیں، مگر بسا اوقات وہ پوری طرح ان سے باخبر نہیں ہوتا--- ہم میں سے ہر شخص اپنے مافی الضمیر کو زبان پر لانے اور بذریعہ گفتگو یا اسے دوسروں کے سامنے بیان کرنے پر قادر ہے۔ عمر، تجربے، تعلیم یا مشق کے مطابق ہر شخص کی گفتگو یا بیان کا معیار تو مختلف ہوسکتا ہے، مگر جسے خدا نے زبان دی ہے، وہ اپنی ضرورت یا احساس کو بیان کرنے پر یقیناً قادر ہے۔ اب اگر آپ سے کہا جائے کہ ابھی آپ نے جو کچھ کہا ہے، اسے لکھ کر بتایئے تو آپ کو تعمیل میں، شاید بہت مشکل پیش آئے گی۔ آپ کہیں گے میں نے تو کبھی لکھا ہی نہیں (گویا لکھنا بھی ایک لحاظ سے پیراکی کے مترادف ہوا۔ جو شخص کبھی پانی میں نہ اترا ہو، اسے کہا جائے یہ ندی نالہ پار کر کے دکھاؤ، تو وہ آپ کا منہ تکے گا کہ یہ فرمایش، اور مجھ سے؟)۔

ہم کیسے لکھیں؟--- یہ صرف آپ کا نہیں، ان سب لوگوں کا مسئلہ ہے، جو لکھتے نہیں۔ اور جو لکھتے ہیں ان کے لیے لکھنا کوئی مسئلہ ہی نہیں۔ اگر آپ بھی لکھنا شروع کر دیں تو یہ آپ کے لیے کوئی مسئلہ نہیں رہے گا، ان شا اللہ العزیز۔ لکھنا آپ کے لیے ویسا ہی روزمرہ یا روٹین کا عمل ہوگا، جیسے آپ روزانہ گھر سے نکل کر سکول یا کالج جاتے ہیں یا کپڑے بدلتے ہیں یا حسبِ ضرورت گفتگو کرتے ہیں۔ اگر آپ لکھنا جان جائیں، اور آپ کے اندر یہ اعتماد پیدا ہو جائے کہ میں جو چاہوں، جب چاہوں اور جس طرح چاہوں، لکھ سکتا ہوں تو بس یہی مطلوب ہے۔

نثر لکھنے کی صلاحیت ہر اس شخص کے اندر موجود ہوتی ہے، جو معمولی املا لکھ سکتا ہے اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ صلاحیت ہر تعلیم یافتہ (کم یا زیادہ) کے اندر موجود ہوتی ہے۔ یہ صلاحیت یقیناً آپ کے اندر بھی موجود ہے۔ سب سے پہلے تو آپ کو اپنے اندر، تحریر کی ضرورت واہمیت کا احساس پیدا کرنا ہے۔ اگر آپ ذہناً اس کی افادیت کے قائل ہو جائیں تو پھر اس عزم کو تازہ کیجیے کہ آپ کو لکھنا سیکھنا ہے، کچھ نہ کچھ لکھنا ہے، اور بذریعہ تحریر اپنی سوچ، اپنی بات اور اپنا تاثر دوسروں تک پہنچانا ہے۔ مثبت اقدار کی حمایت میں قلم اٹھانا، اور کسی بھی تحریر (ناول، افسانہ، ڈراما، شاعری، مضمون، تنقید، طنز و مزاح، حالاتِ حاضرہ پر تبصرہ، حتیٰ کہ کسی اخباری مراسلے) کے ذریعے اپنے مقصد و نصب العین کو قارئین تک پہنچانے کی کوشش شہادتِ حق اور جہاد فی سبیل اللہ ہی کی ایک صورت ہے۔

اگر آپ کے اندر یہ عزم راسخ ہو جائے کہ مجھے اپنے مثبت اور سچے محسوسات دوسروں تک پہنچانے ہیں تو ہر روز دس مرتبہ آپ کا جی چاہے گا کہ یہاں مجھے اپنی بات کہنی چاہیے، اپنا موقف پیش کرنا چاہیے۔ ہم ایک ناسازگار ماحول میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور حالات و معاملات کو قدم قدم پر اپنی طبیعت، اپنے مقاصد اور اپنے اصولوں کے خلاف پاتے ہیں۔ حق و انصاف کا خون ہوتا دیکھتے ہیں۔ بددیانتی اور بے اصولی فروغ پذیر ہے۔ خیر و شر کے درمیان چہارسُو، ایک معرکہ اور ایک کش مکش برپا ہے۔ ہمارے ایمان کی کسوٹی یہ ہے کہ ہم شر اور باطل کے خلاف کس حد تک آواز بلند کرتے ہیں۔ اس کا ایک ذریعہ، اور بہت مؤثر ذریعہ یہ ہے کہ ہم بذریعہ تحریر (اس کی کوئی بھی صورت ہو، کوئی بھی صنف سخن ہو) حق و راستی کی حمایت میں اور باطل کے خلاف آواز بلند کریں۔ کوئی مضمون لکھیں، یا اخبار کو ایک مختصر مراسلہ ہی بھیج دیں۔ کسی اور صنف نثر میں دسترس ہے تو اسے ذریعۂ اظہار بنائیں، یعنی آپ اپنا ردعمل ضرور ظاہر کریں۔ خبریں سنتے ہوئے یا اخبار پڑھتے ہوئے، یا اسکول کالج، ملازمت یا بازار سے واپسی پر آپ کچھ محسوس کر رہے ہیں اور ذہن میں لاوا پک رہا ہے، قلم پکڑیئے، کاغذ اٹھایئے اور اپنے تاثرات قلم بند کر ڈالیے۔ اب تو سوشل میڈیا بھی اظہارِ رائے کا اہم ذریعہ ہے۔

جب آپ لکھنا شروع کریں گے (اور اگر آپ، لکھنے کی اچھی خاصی مشق نہیں رکھتے تو) آپ کو کچھ دقت محسوس ہو گی۔ ممکن ہے، الفاظ، خیالات کا ساتھ نہ دیں۔ اپنے محسوسات کے مناسب جملے بنانے میں آپ کو مشکل پیش آئے یا آپ اپنی بات کو مؤثر انداز میں اور صحیح ترتیب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے ساتھ پیش کرنے میں کامیاب نہ ہوں--- کوئی حرج نہیں، اہم تو یہ ہے کہ آپ جو کچھ محسوس کرتے ہیں، اسے سوچ ساچ کر، اپنے تئیں بہتر سے بہتر انداز میں مناسب سے مناسب تر الفاظ کے ذریعے کاغذ پر منتقل کر دیں۔ یہ عمل وقتاً فوقتاً دہرایئے۔ رفتہ رفتہ آپ محسوس کریں گے کہ مشکلات کم ہو رہی ہیں اور اب آپ کے لیے مافی الضمیر کو ادا کرنا آسان تر ہوتا جارہا ہے۔

درحقیقت مشق، تحریر کو بہتر اور مؤثر بنانے کا نہایت کارگر اور کامیاب ذریعہ ہے۔ خوش نویسی (کتابت) کے حوالے سے ایک شعر ہے:

گر تو می خواہی کہ باشی خوش نویس
می نویس و می نویس و می نویس

(اگر تو چاہتا ہے کہ خوش نویس بن جائے تو لکھتا رہ، لکھتا رہ، لکھتا رہ)۔

ادیب، مضمون نویس یا نثر نگار بننے کے لیے مسلسل لکھتے رہنا ازبس ضروری ہے۔ بعض معروف اور نامور ادیب بھی مسلسل مشق کے اس عمل سے گزر کر ہی بلند پایہ نثر نویس بنے ہیں، مثلاً: محمد حسین آزاد کے صاحبِ طرز ادیب اور منفرد نثر نویس ہونے میں کسے کلام ہے، مگر ایک زمانے میں وہ اپنی معمولی تحریروں کو بھی لکھتے، پھاڑ دیتے، پھر لکھتے اور پھاڑ دیتے اور اس طرح متعدد کاوشوں کے بعد تحریر کو حتمی شکل دیتے تھے۔ اپنی تحریر کو تنقیدی نظر سے دیکھنا، جانچنا اور اسے بہتر بنانے کے لیے اس میں ترامیم کرنا خرابی کی نہیں، خوبی کی بات ہے۔ محنت و مشکلات کا یہ عمل 'خونِ جگر' صرف کرنے کے مترادف ہے۔ ادیب، بلکہ ہر فن کار خونِ جگر صرف کر کے اپنی تخلیق کو زیادہ معیاری بنا سکتا ہے۔ مشق اور محنت کے بغیر کوئی انسانی کاوش پختگی اور معیار حاصل نہیں کر سکتی۔ بقول علامہ اقبال:

نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر

خود علامہ اقبال نے اپنے بعض اشعار کو تین تین چار چار بار کاٹ کر، بہتر بنایا۔ (اقبال اکادمی پاکستان لاہور میں محفوظ ان کے قلمی مسودوں سے اس بات کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔)

مشق کے مرحلے میں، اگر ممکن ہو تو اپنی تحریر کسی کو دکھالیں۔ کسی استاد یا بزرگ کی اصلاح،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپ کے لیے مفید رہنمائی کا باعث ہوگی۔ وہ آپ کی تحریر میں جو حذف و ترمیم کریں، جملوں کی ترتیب بدلیں، لفظوں میں کانٹ چھانٹ کریں، اس پر خوب غور کر کے، اپنی خامی کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اگر سمجھ نہ آئے تو دریافت کرنے میں عار محسوس نہ کریں۔

اب اگر آپ کچھ نہ کچھ لکھنے کی افادیت وضرورت کے قائل ہو چکے ہیں تو اللہ کا نام لے کر، آج ہی سے تحریری مشق شروع کر دیجیے۔ لکھنے کی مشق کے ساتھ، درج ذیل نکات بھی آپ کی توجہ کے لائق ہیں:

۱- **مسلسل مطالعہ:** ایک اچھا لکھنے والا، معیاری تحریروں اور کتابوں کے مطالعے سے کبھی غافل نہیں ہوتا۔ صاحبِ طرز ادیبوں اور صاف ستھری خوب صورت نثر لکھنے والوں کی کتابیں مسلسل زیر مطالعہ رکھیے، جیسے الطاف حسین حالی، شبلی نعمانی، پریم چند، خواجہ حسن نظامی، شاہد احمد دہلوی، سیّد ابوالاعلیٰ مودودی، رشید احمد صدیقی، صلاح الدین احمد، فضل کریم احمد فضلی، مختار مسعود، شیخ منظور الٰہی، نعیم صدیقی، جیلانی بی اے اور رضا علی عابدی وغیرہ (یہ فہرست مکمل نہیں ہے)۔ انھیں مطالعہ کرتے ہوئے دیکھیے کہ زبان کیسی بامحاورہ ہے؟ الفاظ وتراکیب کا استعمال کیسا ہے؟ جملوں کی ساخت کیسی ہے؟ تشبیہ واستعارہ اور صنائع و بدائع کی صورت کیا ہے؟ آپ کسی سے متاثر ہو کر اس کی نقل نہ کیجیے کیوں کہ صاحب اسلوب ادیب کی تقلید آسان نہیں ہوتی، ہاں اس مثال کو ذہن میں رکھیے اور دیکھیے کہ آپ کو بھی اسی طرح صحیح اور دل کش زبان میں لکھنا ہے۔ بہرحال آپ معیاری تحریروں کا جس قدر وسیع مطالعہ کریں گے، غیر شعوری طور پر، آپ کی تحریر بھی بہتر ہوتی جائے گی۔

۲- **لوازمہ و معلومات:** جب آپ کسی خاص موضوع پر کچھ لکھنا چاہیں تو ممکنہ حد تک، متعلقہ معلومات اور لوازمہ فراہم کر لیں۔ کتابوں سے، رسالوں سے اور انسائیکلوپیڈیا سے۔ اسی طرح بزرگوں یا اس شعبے کے ماہرین سے استفسار اور مشورہ بھی کیجیے۔ جس قدر مفصل معلومات فراہم ہوں گی، آپ کی تحریر اس قدر جامع اور بھرپور ہوگی۔ ناکافی یا غلط معلومات کی بنیاد پر لکھی جانے والی تحریر ناقص ہوگی اور بعض صورتوں میں گمراہ کن بھی۔

۳- **سوچ بچار:** اپنے اردگرد پھیلی ہوئی زندگی، اس کے نشیب وفراز، اس کے خیر وشر اور اس کے وقوعات وحادثات پر غور وفکر کی عادت ڈالیے۔ کسی صورت حال کے اسباب، اس سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عہدہ برآ ہونے کی تدابیر، مسائل حل کرنے کے طریقے اور مختلف مسائل کو سلجھانے کی صورتیں، ان پہلوؤں کے بارے میں آپ جس قدر سوچ بچار سے کام لیں گے اور معاملات کی ماہیت اور تصویر کے دونوں رخ آپ کے زیرِ غور رہیں گے، آپ کے لیے حقائق تک پہنچنا اور اصلیت کو جان لینا آسان ہوگا اور آپ کے ذہن میں مسائل و معاملات کو سلجھانے کی صلاحیت پیدا ہوگی۔ اس طرح آپ کی تحریر تفکر و تدبر کی حامل اور قارئین کے لیے کہیں زیادہ افادیت کا باعث ہوگی۔

۴- **ابتدائی خاکہ اور ترتیب:** آپ جو کچھ لکھنا چاہیں اور موضوع کا انتخاب کر لیں (موضوع کا انتخاب اپنی مخصوص افتادِ طبع، Aptitude اور صلاحیت کے مطابق کیجیے) تو تحریر یا مضمون کا ایک ابتدائی خاکہ بنائیے۔ آغاز کیسے ہوگا؟ کیا کیا نکات، کس ترتیب سے پیش کریں گے؟ دلائل؟ موضوع کی مناسبت سے اقوال، فرمودات، ضرب الامثال، اشعار بھی جمع و نوٹ کر لیں اور ان کی ترتیب بھی قائم کر لیں۔ پھر اختتام کیسے ہوگا؟ خاکے پر بار دگر غور کیجیے۔ کیا یہ ترتیب مناسب اور منطقی ہے؟ اگر نہیں تو اس میں مناسب ردوبدل کر کے خاکے کو زیادہ سلیقے اور ہنرمندی سے مرتب کیجیے۔ جب آپ کو خاصا تجربہ ہو جائے گا تو پھر آپ کو خاکہ بنانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

۵- **اسلوب و انداز:** کسی تحریر کی دل کشی اور مقبولیت میں عبارت کا انداز و اسلوب بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ اسلوب جس قدر جان دار، توانا اور خوب صورت ہوگا، آپ کی تحریر اس قدر جذب و توجہ سے پڑھی جائے گی اور بلند پایہ شمار ہوگی۔ معروف عمرانی مفکر اور تاریخ نویس ابن خلدون کا کہنا ہے کہ الفاظ پیالہ ہیں، اور معانی پانی۔۔۔ اب اگر پانی، کسی بدنما اور بھدے پیالے یا برتن میں ہوگا تو قدرتی طور پر پینے والے کو کچھ اِبا محسوس ہوگا۔ بعض اوقات خیالات کی بلندی اور معلومات کی وسعت کے باوجود اسلوب کی خشکی اور بے کیفی مضمون کا معیار گرا دیتی ہے۔ اس ضمن میں حسبِ ذیل امور پیشِ نگاہ رہیں تو فائدہ ہوگا:

(الف) جملے مختصر اور سادہ ہوں۔ طویل فقروں اور قدیم انداز کی شاعرانہ اور مسجع و مقفّیٰ زبان آج کے اسلوب سے مطابقت نہیں رکھتی۔ علاوہ ازیں حتی الامکان انگریزی الفاظ و تراکیب کے استعمال سے احتراز کیجیے، خصوصاً جہاں اُردو مترادفات موجود ہوں۔

(ب) صحتِ زبان کا خاص خیال رکھیے۔ اس ضمن میں یوں تو بہت سی مفید کتابیں آپ کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رہنمائی کرسکتی ہیں۔ تاہم، پروفیسر آسی ضیائی کی کتاب درست اُردو زیر مطالعہ رکھیے۔ اسی طرح رشید حسن خاں کی انشاء اور تلفظ، اور عبارت کیسے لکھیں کے مطالعے سے بھی ان شاءاللہ فائدہ ہوگا۔ اشعار یا اقوال بالکل صحیح ہونا ضروری ہے۔ جہاں شبہہ ہو، اصل کتاب دیکھ کر درست صورت اختیار کیجیے۔

(ج) جہاں تک ممکن ہو، اختصار ملحوظ رکھیے۔ اپنے مافی الضمیر کو کم سے کم لفظوں میں ادا کرنے کی کوشش کیجیے۔ کفایتِ لفظی، اچھی تحریر کی بنیادی خوبی ہے اور تکرارِ لفظی عیب ہے--- تاہم اختصار و کفایتِ لفظی کا اہتمام مناسب حد تک ہونا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ لفظوں کی کفایت کرتے کرتے عبارت چیستان بن جائے اور قاری مفہوم سمجھنے سے قاصر رہے۔

(د) تحریر کا اسلوب، موضوع کے حسب حال ہونا چاہیے، یعنی ناول وافسانہ ہے تو افسانوی انداز، سماجی وعمرانی مسائل ہوں تو عالمانہ اسلوب، ادبی تنقیدی موضوع ہو تو تنقیدی اسلوب---! تحریر طلبہ کے لیے ہو تو نسبتاً آسان اور تشریحی انداز، روزمرہ کے مسائل ہوں اور اخباری تحریر ہو تو عام فہم اور سلیس عبارت ہونی چاہیے تاکہ کم پڑھے لوگ بھی سمجھ سکیں۔ پھر تحریر کے اندر مثالیں بھی حسب معیار و ماحول ہونی چاہییں۔

۶- **نظر ثانی:** تحریر مکمل ہونے پر، اسے دوبارہ دیکھیے، بلکہ سہ بارہ اس پر نظر ڈالیے۔ کیا عبارت صاف ہے؟ جملوں کا باہمی ربط ٹھیک ہے؟ لفظوں کا انتخاب واستعمال مناسب ہے؟ تحریر پڑھتے ہوئے کوئی ابہام یا اُلجھن تو محسوس نہیں ہوتی؟ اگر مضمون میں حوالے دیے گئے ہیں تو کیا یہ مکمل ہیں؟ ادھورے اور غیر معتبر یا مشکوک حوالے نکال دیجیے۔ حسبِ ضرورت عبارت بڑھائیے یا کم کر دیجیے، ترمیم وتنسیخ یا حذف واضافہ کیجیے---غرض بہ اطمینان، اپنی تحریر پر پوری طرح نظر ثانی کیجیے۔

اب اپنی تحریر کی ایک نقل بنوا کر، اسے اشاعت کے لیے بھیج دیجیے۔ مضمون شائع ہونے میں تاخیر ہو تو گھبرائیے نہیں۔ ایک اور کاوش کیجیے، کوئی اور چیز لکھیے اور یہ سلسلہ مستقلاً جاری رکھیے۔ رفتہ رفتہ آپ کی تحریریں شائع ہونے لگیں گی، اور ایک روز آپ کا شمار لکھنے والوں کی اس فہرست میں ہوگا، جو شاید اس وقت آپ کے لیے باعثِ رشک ہیں۔

© rasailojaraid.com